سامی مذاہب میں توہینِ شعائرِ دینیہ کی سزا
تحلیلی و تقابلی جائزہ

محمد عادل ۞
کریم داد ۞

عصر حاضر میں دنیا نے ایک گلوبل ویلج کی شکل اختیار کرلی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف خطوں کے لوگ ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں اور تیز ترین نظام مواصلات کے ذریعے آسانی سے باہم ملتے ہیں۔ چوں کہ روے زمین پر بہت سے مذاہب کے لوگ آباد ہیں جو مختلف عقائد اور نظریات کے حامل ہوتے ہیں۔اس لیے ایک دوسرے سے ملتے اور ساتھ رہتے وقت نظریات وعقائد کا یہ اختلاف بعض اوقات مسائل کا سبب بنتا ہے۔ان مسائل کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کے لیے ہر سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں۔اس سلسلے میں علمی دنیا کا کردار سب سے اہم ہے اور اپنے اسی کردار کو بخوبی نبھاتے ہوئے علمی دنیا نے موجودہ زمانے کو مکالمہ بین المذاہب کا دور قرارر دیا، تاکہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان موجود اختلاف کو بات چیت ومکالمہ کے ذریعے کم کرنے کی کوشش کی جائے اور امن کی فضا قائم کی جائے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مکالمہ بین المذاہب سے متعلق واضح ہدایات دی ہیں، جیسے سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:

﴿قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ﴾[1] (کہ دو کہ اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں (تسلیم کی گئی) ہے اس کی طرف آؤ۔)

قرآن کریم کے اسی حکم کو مد نظر رکھتے ہوئے عصر حاضر میں ایسی علمی کاوشیں سامنے آرہی ہیں جن میں مختلف مذاہب کی مشترکات کو جمع کیا جاتا ہے۔ مکالمہ کا مقصد امن وآشتی کا حصول ہے جو ہر معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔اس لیے ہر مذہب ومعاشرے میں ایسے ہر عمل کی روک تھام کے لیے قوانین وضع کیے گئے ہیں جو

۞ پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، عبد الولی خان یونی ورسٹی، مردان۔
۞ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، عبد الولی خان یونی ورسٹی، مردان۔(karim_dad@awkum.edu.pk)

۱۔ القرآن ۳:۶۴۔

بد امنی کا سبب بنتا ہو۔ آج دنیا کے امن کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے اپنے مذہب کے احکامات و قوانین پر عمل پیرا ہوں۔

ماضی قریب میں شعائر کی توہین کے حوالے سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے ہیں، اس لیے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس حساس مسئلے میں سامی مذاہب کا نقطۂ نظر ایک ساتھ سامنے لایا جائے، تاکہ ان واقعات کی روک تھام میں معاونت کے ساتھ ساتھ مکالمہ کے لیے فضا سازگار بنائی جاسکے۔ مذاہب عالم اور خاص طور پر سامی مذاہب میں جرم و سزا کے حوالے سے مختلف تحقیقات منظر عام پر آئی ہیں۔

ان کتب میں محمد حافظ صبری کی تصنیف **کتاب المقارنات والمقابلات** سرفہرست ہے۔ جس میں یہودیت واسلام کے حدود و معاملات کے تقابل کو موضوع بحث بنایا ہے۔ یہ کتاب مطبعہ ہندیہ مصر سے ۱۳۲۰ھ میں شائع ہوئی۔ شعبہ اسلامیات پشاور یونی ورسٹی کے اسکالر، عارف اللہ نے "اسلام اور دیگر ابراہیمی مذاہب کی اساسی نصوص کے تناظر میں انسدادِ فساد اور اقامت امن کا تقابلی مطالعہ" کے عنوان کے تحت اپنا پی ایچ-ڈی مقالہ ۲۰۱۱ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد عمر کی زیر نگرانی مکمل کیا۔ اس مقالے میں ادیان ابراہیمی میں مختلف جرائم کی سزاؤں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ سید امجد علی نے "جرم و سزا ادیان عالم کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ" کے نام سے جامعہ پنجاب میں پی ایچ ڈی کے لیے مقالہ ۲۰۰۵ء میں ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر کے زیرِ نگرانی مکمل کیا۔ اس مقالے میں دیگر مذاہب عالم کے ساتھ ساتھ سامی مذاہب میں جرم و سزا کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے اپنی کتاب "تاریخ نفاذ حدود" میں مختلف مذاہب میں بطور حد دی جانے والی سزاؤں کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۹۸ء میں فضلی سنز لمیٹڈ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ اس ضمن میں Sanaz Alasti نے ایک تحقیقی مقالہ بہ عنوان "Comparative Study of Stoning Punishment in the Religions of Islam and Judaism" تحریر کیا، جسے *Justice Policy Journal University of Nevadas Las Vegas* نے Vol 4 No: 1 Spring 2007 میں شائع کیا۔ اس آرٹیکل میں یہودیت اور شریعت اسلامی میں سنگ ساری کی سزا کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

ان تمام تحقیقات و تصنیفات میں مختلف ادیان و مذاہب میں جرم و سزا کے تصور کا جائزہ لیا گیا ہے یا مخصوص جرائم و مذاہب کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، لیکن کسی نے بھی شعائر کی توہین کو الگ سے ذکر کر کے ان کا تقابل نہیں کیا۔ چوں کہ شعائر کی توہین ایک عالمی مسئلے کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس لیے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

زیرِ نظر مقالے میں اس مسئلے کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔اس آرٹیکل میں سامی مذاہب میں شعائر دینیہ کی توہین سے متعلق احکامات کا ان مذاہب کی مقدس کتب کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔اس مقصد کے لیے سب سے پہلے یہودیت کی کتب مقدسہ سے عبارات نقل کی گئی ہیں۔ اس کے بعد عیسائیت اور پھر شریعت اسلامی میں شعائر سے متعلق احکامات نقل کی گئی ہیں۔ آخر میں ان احکامات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالہ ہذٰا کو تین اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے۔ابتدائی حصے میں سامی مذاہب میں شریعت کے مآخذ اور شریعت اسلامی کی رو سے شعائر کا مختصر تعارف بیان کیا جائے گا اور اس کے ساتھ شعائر کے حوالے سے ائمہ کے اقوال نقل کیے جائیں گے۔دوسرے حصے میں سامی مذہب میں شعائر کی توہین کے حوالے سے نقطۂ نظر کو نقل کر کے ان کا تقابل کیا جائے گا۔ آخری حصے میں مقالے سے اخذ شدہ نتائج پیش کیے جائیں گے۔

یہودیت کے ماخذ شریعت

عہد قدیم کو عہد نامہ عتیق بھی کہا جاتا ہے۔اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلا حصہ پانچ کتابوں پر مشتمل ہے جسے کتب خمسہ موسوی کہا جاتا ہے۔یہ کتب خمسہ قانون موسوی(Law of Moses) کے نام سے مشہور ہیں۔کتب خمسہ میں شامل کتب بالترتیب پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثنا ہیں۔ان کتب میں استثنا کو مذہبی قوانین کے اعتبار سے سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔[۲] دوسرا حصہ بائیس(۲۲) اور تیسرا حصہ بارہ(۱۲) کتب پر مشتمل ہے۔اس طرح عہد قدیم میں کل ملا کر انتالیس(۳۹) کتب شامل ہیں۔بعض مصنفین نے **عہد قدیم** کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔[۳]

یہودی شریعت کا دوسرا ماخذ **تالمود** ہے جسے **تلمود** بھی کہا جاتا ہے۔یہود **تالمود** کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس میں وہ احکامات درج ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر تورات کے علاوہ زبانی طور پر ملے تھے۔پھر آپؑ نے سیدنا ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کو دیے۔اس کے بعد یہ زبانی روایت کی صورت میں یاد کیے جاتے رہے۔یہ یہودیت کی واحد کتاب ہے کہ جس میں اقوال کو مکمل سند جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔[۴] ان زبانی روایات کو تیسری صدی

۲۔ یوسف خان، **تقابل ادیان** (لاہور: بیت العلوم، ۲۰۰۶ء)، ۱۸۲۔

۳۔ چوہدری غلام رسول، **مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ** (لاہور: علمی کتب خانہ، ۱۹۸۸ء)، ۳۶۵۔

۴۔ یوسف خان، مرجع سابق، ۱۸۵۔

قبل مسیح میں ربی یہودا نے باقاعدہ تحریری صورت میں مرتب کیا گیا اور اسے مشنا (Mishnah) کا نام دیا گیا۔[۵] پھر مشنا کی مزید توضیح و تشریح کر کے اسے جمارہ یا گیمارہ (Gemarah) کے نام سے جمع کیا گیا اور تالمود عام طور پر اسی حصے کو کہا جاتا ہے۔[۶] مشنا کے چھ حصے ہیں جو یہودی شریعت کے قوانین و احکامات پر مشتمل ہے۔[۷]

عیسائیت کے ماخذ شریعت

عیسائیت شریعت کی بنیادی ماخذ عہد نامہ **عتیق** اور **عہد نامہ جدید** ہے۔ **عہد نامہ عتیق** جس طرح یہودیوں کے ہاں مقدس سمجھی جاتی ہے اسی طرح عیسائیوں کے ہاں بھی شریعت کے بنیادی ماخذ تصور کی جاتی ہے۔

عہد نامہ جدید کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، پہلی چار کتابوں کو اناجیل اربعہ کہا جاتا ہے۔ اس حصے میں چار اناجیل یعنی **انجیل متی**، **انجیل مرقس**، **انجیل لوقا** اور **انجیل یوحنا** شامل ہیں، جب کہ دوسرے حصے میں تیئس کتب شامل ہیں، جس میں رسولوں کے اعمال اور کچھ خطوط شامل ہیں۔ **عہد نامہ جدید** کل ستائیس (۲۷) پر مشتمل ہے۔

شریعت اسلامی کے ماخذ

شریعت اسلامی کے ماخذِ قانون چار ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع اور قیاس[۸] لیکن اس میں کتاب اور سنت رسول ﷺ بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتے ہیں، جب کہ اجماع اور قیاس کو اول الذکر دونوں کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔

پہلا ماخذ شریعت کتاب اللہ یعنی قرآن کریم ہے، جس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے: وہ کتاب جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی، مصاحف میں لکھی گئی اور بغیر شبہ کے تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے،[۹] لیکن قرآن کریم کی تمام آیات ماخذ قانون نہیں، بلکہ صرف آیات الاحکام سے قانون شریعت مستنبط ہوتا ہے۔ آیات الاحکام کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) ہے۔[۱۰] دوسرا ماخذ سنت ہے جس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال

۵۔ غلام رسول، مرجع سابق، ۳۹۸۔

۶۔ لیوس مور، **مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا**، ترجمہ، یاسر جواد، سعدیہ جواد (لاہور: المطبعة العربية، ۲۰۰۳ء)، ۱۰۴۔

۷۔ محمود الساموک، مہدی علی الشمری، **الأديان في العالم** (مكتبة المهتدين الإسلامية لمقارنة الأديان، س ن)، ۹۴۔

۸۔ احمد بن محمد بن اسحق الشاشی، **أصول الشاشي** (بيروت: دار الكتاب العربي، س ن)، ۱: ۱۳۔

۹۔ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، **شرح التلويح على التوضيح** (مصر: مكتبة صبيح، س ن)، ۱: ۴۶۔

۱۰۔ عبد الرحیم بن الحسن بن علی الاسنوی، **نهاية السول في شرح منهاج الأصول** (بيروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۹ء)، ۱: ۳۹۸۔

اور تصویبات ہیں۔[۱۱] سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کل مجموعہ قانون شریعت کا ماخذ نہیں بلکہ صرف تین ہزار (۳۰۰۰) ایسی ہیں جس احکام مستنبط ہوتے ہیں۔[۱۲]

شعائر کی لغوی واصطلاحی تعریف

شعائر عربی زبان کے لفظ شعیرۃ کی جمع ہے جس کے معنی علامت کے آتے ہیں۔[۱۳] اصطلاح میں دین کی تمام علامات کو شعائر کہا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس تعریف کو مزید وضاحت سے بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ شعائر سے مراد عبادات کے مقامات، زمانے اور علامات دین ہیں،[۱۴] جیسے قرآن کریم میں صفا و مروہ کو شعائر کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾[۱۵] (بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔)

اسی طرح سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾[۱۶] ((یہ ہمارا حکم ہے) اور جو شخص ادب کی چیزوں کی جو خدا نے مقرر کی ہیں عظمت رکھے تو یہ (فعل) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔) مفسرین کے نزدیک یہاں شعائر سے مراد قربانی سے متعلق عبادات، مقامات اور اوقات ہیں۔[۱۷] علامہ ماوردی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دار الاسلام اور دار الکفر کے مابین جن علامات سے تفریق فرمائی ہے وہ شعائر ہے۔[۱۸] ہر مذہب کے شعائر الگ الگ ہوتے ہیں۔ شریعتِ اسلامی میں

۱۱۔ ملا جیون شیخ احمد بن ابی سعید بن عبید اللہ الحنفی، **نورالأنوار** (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، س ن)، ۱۷۵۔

۱۲۔ محمد بن عبد اللہ ابو بکر بن العربی، **المحصول** (عمان: دار البیارق، ۱۹۹۹ء)، ۱: ۱۳۵۔

۱۳۔ محمد بن مکرم بن علی، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، ۱۹۹۴ء)، ۴: ۴۱۴۔

۱۴۔ وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامية، **الموسو عة الفقهية الكويتية** (کویت: دار السلاسل، ۲۰۰۷ء)، ۲۶: ۹۷۔

۱۵۔ القرآن ۲: ۱۵۸۔

۱۶۔ القرآن، ۲۲: ۳۲۔

۱۷۔ محمد بن جریر الطبری، **تفسير الطبري** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۰ھ)، ۱۸: ۶۲۲۔

۱۸۔ علی بن محمد بن محمد الماوردی، **الأحكام السلطانية** (قاہرہ: دار الحدیث، س ن)، ۱: ۳۵۶۔

شعائر اللہ کے متعلق شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ[۱۹] فرماتے ہیں کہ ان میں سے بڑے شعائر چار یعنی قرآن کریم، کعبۃ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز[۲۰] ہیں۔ جب کہ دیگر شعائر میں ہر وہ چیز شامل ہے جو دین کی علامت ہو جیسا کہ تعریف سے ظاہر ہے۔ اسی طرح یہودیت و عیسائیت میں بھی عبادات کی جگہوں، اوقات اور دین کی ہر علامت کو شعائر میں شمار کیا جاتا ہے۔

یہودیت میں ذات باری کی توہین کا حکم

یہودیت کے ماخذ شریعت عہد نامہ عتیق میں خدا کے نام کی توہین سے واضح الفاظ میں منع فرما کر اسے حرام قرار دیا گیا ہے جیسے: "تو خداوند کا نام بری نیت سے نہ لینا، کیوں کہ جو کوئی اس کا نام بری نیت سے لے گا تو خداوند اسے بے گناہ نہ ٹھہرائے گا۔"[۲۱] اسی طرح ایک اور جگہ پر ہے: "تو خدا کو مت کوسنا۔"[۲۲] "احبار باب ۲۱ میں کاہنوں کو ہدایات دیتے ہوئے خدا کے نام کی بے حرمتی سے منع کیا گیا ہے۔[۲۳]

ان واضح احکامات کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اس جرم کا مرتکب ہو تو خود **عہد قدیم** نے اس کے لیے سزا مقرر کی ہے، جیسے احبار باب ۲۴ میں ایسے شخص کے مقدمے کا سیدنا موسیٰؑ کے روبرو پیش کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے جو خداوند کے نام کی گستاخی کا مرتکب ہوا تھا اور سیدنا موسیٰؑ نے اسے سنگ سار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر ہے: "بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اگر کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے تو اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا اور جو کوئی خدا کے نام پر کفر بکے وہ ضرور جان سے مارا جائے گا اور پوری جماعت اسے سنگسار کرے گی۔"[۲۴] اسی طرح احبار باب ۲۰ میں کہا گیا ہے:

۱۹۔ احمد بن عبد الرحیم فاروقی دہلوی (۱۱۱۰ھ – ۱۱۷۶ھ) نے شاہ ولی اللہ کے لقب سے شہرت پائی۔ آپ فقہ وحدیث میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ آپ کی تصانیف میں **فتح الرحمٰن**، **الفوز الکبیر**، **حجۃ اللہ البالغۃ** شامل ہیں۔ (خیر الدین بن محمود الزرکلی، **الأعلام** (بیروت: دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء)، ۱: ۱۴۹۔

۲۰۔ شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم، **حجۃ اللہ البالغۃ** (بیروت: دار الجیل، ۲۰۰۵ء)، ۱: ۳۳۔

۲۱۔ **عہد نامہ عتیق**، خروج، ۲۰ : ۷۔

۲۲۔ نفس مصدر، خروج، ۲۲ : ۲۸۔

۲۳۔ نفس مصدر، احبار، ۲۱ :۵۔

۲۴۔ نفس مصدر، احبار، ۲۴ : ۱۰ تا ۲۳۔

"پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ کوئی اسرائیلی یا اسرائیل میں رہنے والا کوئی پردیسی اپنی اولاد میں سے کسی کو مولک کی نذر کرے تو ضرور جان سے مارا جائے اور جماعت کے لوگ اسے سنگ سار کردے۔"(۲۵) "اور اس کے ساتھ ہی سنگ سار کرنے کی وجہ خود بیان کی ہے کہ یہ شخص میرے نام کی بے حرمتی کا مرتکب ہوا ہے۔ چوں کہ لعنت بھیجنا بھی بے حرمتی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس لیے خدا پر لعنت بھیجنے والے کے لیے بھی عہد قدیم نے سنگ سار کرنے کی سزا تجویز کی ہے۔(۲۶) **تالمود** میں بھی ذات باری تعالیٰ کی بے حرمتی کرنے والے کو سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا ہے،(۲۷) لیکن اس حکم کے ساتھ یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ مجرم نے واضح طور پر خدا کا نام لے کر بے حرمتی کی ہو۔ **عہد نامۂ عتیق** میں توہین خدا پر سنگ ساری کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی سزائے موت کا حکم دیا گیا ہے، جیسے احبار باب ۱۸ میں مختلف جرائم کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن میں خدا کے نام کی بے حرمتی کا جرم بھی شامل ہے اور آخر میں ان کے متعلق درج ذیل حکم دیا گیا ہے: "جو ان مکروہ کاموں میں سے کوئی کام کرے وہ اور ایسے تمام اشخاص لازماً اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالے جائیں۔"(۲۸) اسی طرح احبار باب ۲۰ میں آیا ہے: "میں بھی اس شخص کا مخالف ہوں گا اور اسے اس کے لوگوں میں سے کاٹ ڈالوں گا کیوں کہ اس نے اپنے بچوں کو مولک کی نذر کر کے میرے مقدس کو ناپاک کیا اور میرے پاک نام کی بے حرمتی کی۔"(۲۹) مذکورہ بالا عبارات میں مجرم کو سزائے موت دینے کے لیے واضح طور پر کسی ایک طریقے کو متعین نہیں کیا گیا، لیکن دیکھا جائے تو کاٹ ڈالنے کے الفاظ تلوار کے ذریعے سزائے موت دینے پر دلالت کرتے ہیں، جب کہ **تالمود** میں خدا کو کسی بت کے نام سے پکارنے پر سزائے موت کے لیے پھانسی کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے۔(۳۰)

عیسائیت میں ذات باری کی توہین کا حکم

مسیحیت میں ذات باری کی توہین کو ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے، جیسے **عہد جدید مرقس** باب ۳ میں آیا ہے: "پاک روح کے خلاف کفر بکنے والا ایک ابدی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، اس لیے اسے کبھی معاف نہیں کیا

۲۵۔ نفس مصدر، احبار، ۲۰: ۱تا۶۔

۲۶۔ نفس مصدر، سلاطین (ا)، ۲۱: ۱۰۔

۲۷۔ **تالمود**، ۴: ۱۸۰۔

۲۸۔ **عہد نامہ عتیق**، احبار، ۱۸: ۱تا۲۹۔

۲۹۔ نفس مصدر، احبار، ۲۰: ۱تا۶۔

۳۰۔ **تالمود**، ۴: ۱۸۱۔

جائے گا۔[۳۱] مسیحیت میں بھی خدا کی توہین و گستاخی ایک قابل سزا جرم ہے۔ عیسوی شریعت میں اصل ماخذ قانون انجیل ہے، لیکن اس کے ساتھ عیسائیوں کے ہاں **عہد نامہ عتیق** بھی قانون کے مآخذ میں سے ہے۔ اس کی وجہ سیدنا عیسیٰؑ کی طرف منسوب قول ہے جو متی کی انجیل میں "شریعت کی تکمیل" کے زیرِ عنوان منقول ہے: "یہ نہ سمجھو کہ میں **توریت** یا نبیوں کو رد کرنے آیا ہوں۔ میں انھیں رد نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں، کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین نابود نہیں ہو جاتے شریعت کا چھوٹا سا شوشہ تک مٹنے نہ پائے گا۔"[۳۲] س سے ثابت ہوتا ہے کہ **عہد قدیم** کے احکامات عیسوی شریعت میں بھی واجب العمل ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا دلائل مسیحیت میں ذات باری تعالیٰ کی بے حرمتی پر سزائے موت کے لیے کافی ہیں، لیکن اس کے علاوہ **عہد جدید** میں بھی خدا کے نام کی توہین اور گستاخی پر موت کی سزا ہونے کا حکم موجود ہے جیسے **عہد جدید** کے باب ایک میں رومیوں کے مختلف جرائم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان جرائم میں خدا سے نفرت کرنے والے اور گستاخ بھی شامل ہیں۔ ان کی سزا کے متعلق ان الفاظ کے ساتھ حکم دیا گیا ہے: "ایسے کام کرنے والے خدا کے عادلانہ حکم کے مطابق موت کی سزا کے مستحق ہیں۔"[۳۳] "اسی طرح **متی** باب ۲۶ اور **مرقس** باب ۱۴ میں یسوع کی عدالت میں پیشی پر اس پر خدا کے نام پر کفر بکنے کے الزام کے تحت موت کی سزا تجویز کرنا بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ مسیحیت میں توہین ذات باری کی سزا موت تھی،[۳۴] لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ عیسوی شریعت میں بھی توہین ذات باری کی سزا موت ہے۔

شریعت اسلامی میں ذات باری کی توہین کا حکم

شریعت اسلامی میں بھی ماقبل کتب سماویہ کی طرح ذات باری تعالیٰ کی توہین ایک بڑا گناہ ہے اور توہین تو درکنار اس کا سبب بننے والے کاموں کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[۳۵] (اور تم برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا، پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ تعالیٰ کو بے ادبی سے بدون سمجھے۔) اس آیت کی تفسیر میں علامہ

۳۱۔ **عہد نامہ جدید**، مرقس، ۳ : ۲۹۔

۳۲۔ نفس مصدر، متی، ۵ : ۱۷، ۱۸۔

۳۳۔ نفس مصدر، رومیوں، ۱ : ۲۹ تا ۳۲۔

۳۴۔ نفس مصدر، متی، ۲۶ : ۶۶، ۶۵؛ نفس مصدر، مرقس، ۱۴ : ۶۳، ۶۴۔

۳۵۔ القرآن ۶ : ۱۰۸۔

قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ غیر مسلموں کے شعائر دینیہ اور معبودان باطلہ کی توہین کرے۔[۳۶] اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو موقع نہ مل سکے کہ وہ بدلہ لینے کے بہانے ذات باری تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے۔ اسی طرح سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر شعائر دینیہ کا مذاق اڑانے کو موجب کفر قرار دیا ہے، ارشاد ہے: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴾[۳۷] (اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ کہو کیا تم خدا اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیوں کہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں۔) فقہا اسی آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''توہین چاہے مذاق واستہزا میں ہو یا سنجیدگی کے ساتھ، ہر حالت میں موجب کفر ہے۔''[۳۸] توہین کرنے والا مرتد کے حکم میں ہے اور شریعت اسلامی میں ارتداد کی سزا موت ہے، لیکن فقہا میں سزاے موت کے وقت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف اور مالکیہ کے نزدیک اگر وہ توبہ سے انکار کرے تو اسے سزاے موت دی جائے گی۔[۳۹] جب کہ حنابلہ اس کی توبہ کے عدم قبولیت کے قائل ہیں اور توہین کے ساتھ ہی اس کو واجب القتل سمجھتے ہیں،[۴۰] البتہ یہ ضرور دیکھا جائے کہ توہین صراحت کے ساتھ کی گئی ہے یا کنایتاً؛ صراحتاً توہین کرنے والے کو سزاے موت دی جائے گی اور توہین کے محتمل الفاظ کی ادائی پر تادیبی سزا دی جائے گی۔[۴۱]

۳۶۔ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی، **الجامع لأحکام القرآن** (قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، ۱۹۶۴ء)، ۷: ۶۱۔

۳۷۔ القرآن، ۹: ۶۵، ۶۶۔

۳۸۔ **الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ**، ۲۲ : ۱۸۴۔

۳۹۔ ابن عابدین محمد امین بن عمر، **رد المحتار علی الدر المختار** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۲ء)، ۴ :۲۳۲۔

۴۰۔ منصور بن یونس الحنبلی، **کشاف القناع** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ۶: ۱۷۷۔

۴۱۔ محمد بن عبد اللہ الخرشی، **شرح مختصر الخلیل** (بیروت: دار الفکر للطباعۃ)، ۸ :۷۴۔

تقابل

مندرجہ بالا عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام سامی مذاہب میں توہینِ ذات باری کی سزا موت ہے۔ یہودیت میں واضح طور پر سزاے موت کے لیے رجم، پھانسی اور تلوار سے گردن اڑانے کے طریقے تجویز کیے گئے ہیں جب کہ شریعتِ اسلامی اور عیسائیت میں سزاے موت کے لیے کوئی خاص طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔

یہودیت میں مقدس شخصیات کی توہین کا حکم

یہودی شریعت میں جس طرح ذات باری کی توہین سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح مقدس شخصیات اور قوم کے سرداروں کی توہین و بے عزتی سے بھی منع کیا گیا۔ جیسے خروج باب ۲۲ میں آتا ہے: ''تو خدا کو مت کوسنا اور نہ اپنی قوم کے سردار پر لعنت بھیجنا۔''(۴۲) اس عبارت میں ذات باری کی توہین کے ساتھ قوم کے پیشوا کی توہین کو بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیت میں قوم کے پیشوا و سردار کی توہین اور اس پر لعنت بھیجنا ایک قبیح عمل تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سلاطین باب ۲۱ میں ذات باری کے توہین پر سنگ ساری کا حکم دینے کے ساتھ بادشاہ پر لعنت کرنے والے کو سنگ سار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(۴۳) اسی طرح کاہن جس کو مذہبی پیشوا کی حیثیت حاصل ہوتا ہے، اس کی بے عزتی کو بڑا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ یہودی شریعت میں زانی کی سزا موت ہے، جب کہ کاہن کی بیٹی جب بدکاری کی مرتکب ہوتی ہے تو اس کو سزاے موت آگ میں جلا کر دی جائے گی۔ اس کے لیے آگ سے جلانے جیسی سخت سزا محض اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ وہ مذہبی طور پر معزز و مقدس سمجھے جانے والے اپنے کاہن باپ کی رسوائی کا باعث بنی۔(۴۴)

کاہن کی بیٹی کے لیے **تورات** میں جو سزا تجویز کی گئی ہے۔ **تالمود** میں بھی اس کے لیے یہی سزا ذکر ہے،(۴۵) بلکہ **تالمود** میں کاہن کی بیٹی پر بدکاری کی تہمت لگانے والے کے لیے بھی پھانسی کے ذریعے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے،(۴۶) جب کہ کاہن جو مذہبی حیثیت کی وجہ سے مقدس شخصیت سمجھی جاتی ہے۔ اس کی توہین پر

۴۲۔ **عہد نامۂ عتیق**، خروج، ۲۲ :۲۸۔

۴۳ ۔ نفس مصدر، سلاطین (۱)، ۲۱ :۹ تا ۱۴۔

۴۴ ۔ نفس مصدر، احبار، ۲۰ :۹۔

۴۵۔ **تالمود**، ۴ :۱۷۹۔

۴۶ ۔ نفس مصدر، ۴ :۱۸۹۔

استثنا باب ۱۷ میں موت کی سزا مقرر کی گئی ہے: ''جو شخص قاضی یا اس کاہن جو خداوند کی خدمت کے لیے کھڑا ہوتا ہے، توہین کرتا ہے۔ وہ جان سے مار ڈالا جائے۔ تمھیں اسرائیل سے ایسی برائی کو دور کرنا ہی ہوگا اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر توہین نہ کریں گے۔[۴۷]

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ مقدس شخصیت جس منصب کی بھی حامل ہو، اس کی توہین یہودی شریعت میں ممنوع اور موت کی سزا کا موجب ہے، جیسے ان عبارات میں سردار، قاضی اور کاہن کی توہین کو روکنے کے لیے سد الذرائع کے طور ایسے تمام امور بھی قابل سزا قرار پائے ہیں جو ان مقدس شخصیات کی توہین کا سبب بن سکتی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں موت کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

عیسائیت میں مقدس شخصیات کی توہین کا حکم

عیسوی شریعت میں مقدس شخصیات کی توہین ایک عظیم گناہ سمجھا جاتا ہے۔ **عہد جدید** میں کئی مقامات پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب قول نقل کیا گیا ہے جس میں روح القدس کی توہین کو ناقابل مغفرت جرم قرار دیا گیا ہے، جیسے **متی** باب ۱۲ میں آیا ہے: '' آدمیوں ہر گناہ اور کفر معاف کیا جائے گا، لیکن جو کفر پاک روح کے خلاف ہو گا وہ نہیں بخشا جائے گا۔''[۴۸] اسی طرح بعینہ یہی الفاظ **مرقس** باب ۳ میں بھی موجود ہیں۔''[۴۹]

مذکورہ عبارات میں اس جرم کو ناقابل معافی قرار دیا گیا ہے، جب کہ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ یہ جرم صرف آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی ناقابل معافی ہے،[۵۰] جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیت میں بھی مقدس شخصیات کی توہین ایک عظیم گناہ اور جرم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ اس کے لیے واضح طور پر کوئی سزا ذکر نہیں کی گئی، لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ **عہد قدیم** کے احکامات یہودیت کے ساتھ ساتھ عیسائیت میں بھی واجب العمل ہیں۔

۴۷۔ **عہد نامہ عتیق**، استثنیٰ، ۱۷ : ۱۲ – ۱۳۔

۴۸۔ **عہد نامہ جدید**، متی، ۱۲ :۳۱۔

۴۹۔ نفس مصدر، **مرقس**، ۳ :۲۸، ۲۹۔

۵۰۔ نفس مصدر، **متی**، ۱۲ :۳۲۔

شریعت اسلامی میں مقدس شخصیات کی توہین کا حکم

شریعت اسلامی میں مقدس شخصیات کی توہین ایک گناہ کے ساتھ جرم کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ توبہ آیت ٦٦ جو پہلے گزر چکی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول ﷺ کی استہزا کو موجب کفر قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اصولِ شریعتِ اسلامی میں توہین رسالت کی سزاے موت ہونے پر کئی دلائل موجود ہیں، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾[۵۱] جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں ان پر خدا دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔) اس آیت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ[۵۲] فرماتے ہیں کہ دنیا میں لعنت سے مراد قتل ہے۔[۵۳] اسی طرح شاتم رسول کے لیے موت کی سزا کئی احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ **سنن أبي داؤد** میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ[۵۴] سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی۔ ایک شخص نے ہجو کرنے پر اس کا گلا گھونٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلَا اِشْهَدُوْا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ"[۵۵] (گواہ رہو کہ اس عورت کا خون ہدر ہے۔) اس کے علاوہ کئی مواقع ایسے بھی آئے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے شاتم کو قتل کرنے کے لیے صحابہؓ کو حکم دیا تھا۔[۵۶] جب کوئی

۵۱- القرآن، ۳۳ : ۵۷

۵۲- سیدنا عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپؓ کو ترجمان القرآن اور حبر الامت کہا جاتا ہے۔ آپ سے ۱٦٦۰ روایات منقول ہیں۔ ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ، **الاستيعاب في معرفة الأصحاب** (بیروت: دار الجیل، ۱۹۹۲ء)، ۳: ۹۳۳۔

۵۳- محمد بن یعقوب فیروز آبادی، **تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ۱ : ۳۵۷۔

۵۴- علی بن ابی طالب عبد المطلب الہاشمی، امیر المؤمنین، حضور ﷺ کے حقیقی چچازاد، داماد تھے۔ قرآن پاک سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں آپ کو مہارت حاصل تھی۔ آپ سے کل ۵۸٦ حدیثیں مروی ہیں۔ (ابن عبد البر، مصدر سابق، ۳ : ۱۹۷۹۔)

۵۵- ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، **سنن أبي داؤد**، کتاب الحدود، باب الحكم في من سب النبي ﷺ، رقم: ۴۳٦۲۔

۵٦- نفس مصدر، باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام، رقم: ۲٦۸۵

مسلمان رسول ﷺ کی توہین کرے تو اس کے قتل کے متعلق تو فقہا میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ[۵۷] نے **الشفاء** میں شاتم رسول ﷺ کے لیے موت کی سزا پر امت کا اجماع نقل فرمایا ہے،[۵۸] لیکن جب کوئی غیر مسلم (ذمی) رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو تو جمہور اس کے لیے سزائے موت کے قائل ہیں، البتہ احناف کے نزدیک جب تک ذمی اعلانیہ گستاخی نہ کرے اس کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔[۵۹]

تقابل

مندرجہ بالا عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تینوں سامی مذاہب میں مذہب سے متعلق مقدس شخصیات کی توہین ایک قبیح فعل تصور کیا جاتا ہے اور اس کے لیے موت کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

یہودیت میں دوسرے شعائر کی بے حرمتی کا حکم

یہودیت میں شعائر دینیہ کی بے حرمتی سے متعلق احکامات **عہد قدیم** میں جابجا موجود ہیں۔ شریعت موسوی میں سبت کو دینی علامت کی حیثیت حاصل تھی، جیسے **حزقیل** باب ۲۰ میں ہے: ”میں نے ان کو باہمی نشان کے طور پر اپنی سبت بھی دی تاکہ وہ جان لیں کہ مجھ خداوند نے ان کو پاک کیا ہے۔“ آگے سبت کی بے حرمتی عذاب کا ذکر کیا گیا ہے: ”انھوں نے میری سبتوں کی بہت بے حرمتی کی، اس لیے میں نے کہا کہ میں اپنا غضب ان پر انڈیل دوں۔“ قہر الٰہی کے علاوہ **تورات و تالمود** میں سبت کی توہین کے متعلق دنیاوی سزاؤں کے احکامات بھی مذکور ہیں، جیسے **خروج** باب ۳۱ میں آیا ہے: ”جو کوئی سبت کی بے حرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے جو کوئی اس دن کوئی کام کرے، اپنی قوم سے خارج کیا جائے۔“[۶۰] اسی طرح **گنتی** باب ۱۵ میں ایک شخص جو سبت کے دن کام کر

۵۷۔ عیاض بن موسیٰ بن عیاض (۴۷۶ھ-۵۴۴ھ) سبتہ میں پیدا ہوئے۔ سبتہ کے قاضی رہے۔ آپ اپنے وقت میں حدیث، نحو اور لغت کے امام تھے۔ آپ کی تصنیفات میں **الشفاء** اور **مشارق الأنوار** شامل ہیں۔؛ احمد بن محمد ابن خلکان، **وفیات الأعیان** (بیروت: دار صادر، ۱۹۷۱ء)، ۳: ۴۸۳۔

۵۸۔ قاضی موسیٰ بن عیاض، **الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ** (عمان: دار الفیحاء، ۱۹۸۷ء)، ۲: ۴۷۔

۵۹۔ ابو بکر بن مسعود الکاسانی، **بدائع الصنائع** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۶ء)، ۷: ۱۱۳۔

۶۰۔ **عہد نامہ عتیق**، خروج، ۳۱: ۱۴۔

رہا تھا کے متعلق حکم دیا گیا ہے: ”خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ آدمی مار ڈالا جائے۔ ساری جماعت لشکر گاہ کے باہر اسے سنگ سار کرے، چناں چہ جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا، تو اسی کے مطابق جماعت نے اسے لشکر گاہ کے باہر لے جا کر سنگ سار کیا اور وہ مر گیا۔“(۶۱) قربانی جو یہودی شریعت میں ایک بڑی عبادت کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی توہین سے بھی منع کیا گیا ہے، جیسے **احبار** باب ۷ میں قربانی کے گوشت سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں: ”اگر کوئی ایسا شخص جو ناپاک ہو رفاقت کی قربانی کا گوشت جو خداوند کا حصہ ہے کھا لے تو ایسا شخص لازماً اپنے لوگوں میں سے خارج کیا جائے۔“(۶۲) اس عبارت میں قربانی کے گوشت کو ناپاک کر کے اس کی بے حرمتی کے مرتکب شخص کو جلاوطن کرنے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ یہودی شریعت کے دیگر شعائر کی توہین کے متعلق **احبار** باب ۵ میں حکم دیا گیا ہے: ”خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ جب کوئی خداوند کی پاک چیزوں میں سے کسی چیز کی بے حرمتی کر کے غیر ارادی طور پر خطا کرے، وہ بطور سزا ریوڑ میں سے ایک بے عیب مینڈھا خداوند کے حضور لائے۔“(۶۳) یہودیت میں شعائر کی توہین و بے حرمتی کا مرتکب شخص اگرچہ غیر ارادی طور پر ایسا کر گزرتا ہے تب بھی اس کو بطور کفارہ قربانی دینی پڑے گی۔

شریعت اسلامی میں شعائر اللہ کی توہین کا حکم

شریعت اسلامی میں شعائر چاہے فرائض ہوں یا غیر فرائض، دونوں کی یکساں تعظیم واجب ہے۔ اسی طرح شعائر اللہ کو قائم کرنا بھی مسلمانوں پر لازم ہے۔ اگر کسی علاقے، گاؤں یا محلے کے لوگ مل کر شعائر اللہ میں کسی ایک کا بھی انکار کرے تو ان سے قتال کیا جائے گا۔(۶۴) اگر کوئی انفرادی حیثیت میں شعائر اللہ کی بے حرمتی کا مرتکب ہو تو فقہا کے نزدیک ایسا شخص مرتد ہو جائے گا اور مرتد کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث مبارک میں موت کی سزا تجویز فرمائی ہے۔(۶۵) انفرادی طور پر شعائر کی بے حرمتی کی مثالیں کتب فقہ میں موجود

۶۱۔ نفس مصدر، گنتی، ۱۵: ۳۵،۳۶۔

۶۲۔ نفس مصدر، احبار، ۷: ۱۹۔

۶۳۔ نفس مصدر، احبار، ۵: ۱۴۔

۶۴۔ **الموسوعة الفقهية الكويتية**، ۲۶: ۹۸۔

۶۵۔ محمد بن اسمٰعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجهاد والسیر، باب لایعذب بعذاب الله، رقم: ۳۰۱۷۔

ہیں، جیسے **رد المحتار** میں علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ[٦٦] فرماتے ہیں کہ قرآن کریم اور کعبۃ اللہ، نماز یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب شخص مرتد ہے۔[٦٧] اسی طرح قرآن کریم کو گندگی میں ڈال کر اس کی توہین و بے حرمتی کرنے والے کو فقہا نے مرتد قرار دیا ہے۔[٦٨]

مذکورہ بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی میں شعائر اللہ کی توہین کی سزا موت ہے، لیکن یہ بات مد نظر رہے کہ چوں کہ شعائر اللہ کی توہین کا مرتکب مرتد ہو جاتا ہے اور فقہاء کے نزدیک مرتد کو تین دن کی مہلت دی جائے گی اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے موت کی سزا دی جائے گی۔[٦٩]

تقابل

مندرجہ بالا عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ سامی مذاہب میں تمام شعائر کی توہین ایک عظیم جرم و گناہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہودیت میں بعض شعائر کی جیسے سبت کی توہین کو سزاے موت کا موجب قرار دیا گیا ہے جب کہ بعض شعائر کی توہین پر جلاوطنی اور دیگر سزائیں ذکر کی گئی ہیں۔ عیسائیت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب قول جو اوپر مذکور ہے کی بنا پر یہی سزائیں نافذ ہوں گی۔ جب کہ شریعتِ اسلامی میں ایسا شخص مرتد کے حکم میں ہوگا۔ اگر تین دن میں وہ توبہ کر کے اپنے قول سے رجوع نہ کرے تو اسے سزاے موت دی جائے گی۔

نتائج

شریعت اسلامی نے ہمیشہ سے مکالمہ بین المذاہب کی حوصلہ افزائی کی ہے، خصوصاً موجودہ دور میں چوں کہ مختلف مذاہب کے ماننے والے ذرائع ابلاغ کی ترقی کے سبب آسانی سے ملتے جلتے ہیں، اس لیے مکالمہ کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ مکالمہ بین المذاہب کا قرآنی اصول مختلف مذاہب کی مشترکات کو سامنے لانا ہے۔ اسی طرح مکالمہ بین المذاہب تب ہی ممکن ہے جب ایک دوسرے کی شعائر دینیہ کی توہین و بے حرمتی سے بچا جائے۔

٦٦- ابن عابدین احمد بن عبد الغنی بن عمر (۱۲۳۸ھ۔ ۱۳۰۷ھ) فقہِ حنفی کے ماہر فقیہ اور مفتی تھے۔ آپ نے بیس (۲۰) کتابیں تصنیف کی۔ آپ کے رسائل نے بہت شہرت پائی۔ (الزرکلی، **الأعلام**، ۱: ۱۵۲)۔

٦٧- ابن عابدین، **رد المحتار علی الدر المختار**، ۴: ۲۲۲۔

٦٨- احمد بن غانم المالکی، **الفواكه الدواني** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۵ء)، ۲: ۲۰۰۔

٦٩- محمد بن ادریس الشافعی، **الأم** (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۹۹۰ء)، ۱: ۲۹۵۔

زیرِ نظر مقالے میں سامی مذاہب کی مقدس کتب سے منقول عبارات سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ تمام سامی مذاہب میں شعائر دینیہ کی توہین ایک جرم ہے اور اس کے مرتکب کے لیے تمام مذاہب میں سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

ذات باری تعالیٰ اور مقدس شخصیات کی توہین و بے حرمتی پر تمام سامی مذاہب میں موت کی سزا مقرر ہے، البتہ یہودیت میں اس جرم کے مرتکب افراد کو سزائے موت دینے کے مختلف طریقے بیان ہوئے ہیں، جب کہ عیسائیت اور اسلام میں تلوار کے ذریعے سزائے موت کا ذکر ہے۔

سامی مذاہب میں دیگر شعائر دینیہ کے متعلق مختلف سزائیں مقرر ہیں، جیسے یہودیت میں سزائے موت اور جلاوطنی جب کہ دین اسلام میں اس جرم کا مرتکب مرتد ہو جاتا ہے۔ جسے توبہ کے لیے تین دن مہلت دینے کے باوجود توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کیا جائے گا۔ موجودہ دور میں مذہب کے حوالے سے تناؤ کو ختم کرنے اور مکالمہ بین المذاہب کو فروغ دینے کا واحد راستہ یہ جس طرح اپنے مذہب کے شعائر کی تعظیم کی جاتی ہے، اسی طرح دوسرے مذاہب کے شعائر کی تعظیم کر کے فساد سے بچا جائے اور امن و آشتی کی فضا قائم کی جائے۔